Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

اردو مرثیہ: اردو تذکروں کے تناظر میں

Dr. Azaadar Hussain*
E.S.T G.H.S. Sabowal, Sargodha
Dr. Tahir Hussain
G.H.S Radhan, Sargodha

Citation: Dr. Azaadar Hussain*, & Dr. Tahir Hussain. (2024). اردو مرثیہ: اردو تذکروں کے تناظر میں. *Al-Qirtas*, 3(4), 107-117. Retrieved from https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas/article/view/368

Abstract:

Tazkira refers to a book in which the life of poets is written. The colour of literary history, criticism and biography deepened on mentions under the demands of time and circumstances and gradually this mixture of three colours, which can be defined as literary history, criticism and not biography in the true sense, came to be mentioned. It was declared as the art of the poet and the short situations of the poet, brief comments on the words and selection of poems were considered as elements of this art. Among them are Tazkira Gulshan-e- Hind, Tabqat -UR- Shoraya -e- Hind, Sarapa Sukhan, Nuskha Dilkusha, Gulistan-e Sukhan, Ab-e- Hayat and Gul-e-Raana. Besides these, Tazkira Nadir (Kalab Hussain Nadir), Tazkira Urdu Ky Chand Tare/Muraqa Shuairay Urdu. (Ameer Hussain Noorani) and Tazkira Jawahar sukhan (Muhammad Mubeen Kaifi) are such Tazkira in which a few elegiac writers are mentioned in short paragraphs.

Key words : *Tazkira, biography, criticism, literary history*

تذکرہ سے مراد ایسی کتاب ہے، جس میں شعرا کا حال لکھا جائے۔ شعر و ادب کی اصطلاح میں احوالِ شعرا اور اشعار سے متعلق کتاب تذکرہ کہلاتی ہے۔ شعر و ادب کے سیاق و سباق سے ہٹ کر اگر اس کے معنی استعمال کیے جائیں تو اس سے مراد صرف شعرا کا تذکرہ نہیں بلکہ علما، فضلا، اطبا، اولیا اور حکما کا تذکرہ بھی ہو سکتا ہے۔

جن حضرات کی نظر سے اردو یا فارسی کے چند تذکرے بھی گزرے ہیں، ان سے یہ بات مخفی نہ ہو گی کہ تذکرے عموماً بیاضِ اشعار کے انداز پر مرتب کیے گئے ہیں۔ تذکروں کی تالیف میں بیاض اور بیاض نویسی کے ذوق نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگر تذکروں کی عام روش کو ملحوظ رکھ کر تذکرہ نگاری کا مفہوم یا تعریف متعین کی جائے تو کہ سکتے ہیں کہ بیاض کی ترقی یافتہ صورت کا نام تذکرہ ہے۔ بیاض میں جب اشعار کے ساتھ ساتھ صاحب اشعار کے نام اور تخلص کا اضافہ کر دیا گیا تو اس کا نام تذکرہ ہو گیا۔ بعد میں شعرا کے نام اور تخلص میں خاص ترتیب پیدا کی گئی اور اس کے ساتھ مختصر حالاتِ زندگی اور کلام پر تبصرے کا اضافہ ہوا۔ یوں تذکرہ بیاض سے آگے بڑھ کر نیم تاریخی، نیم تنقیدی اور نیم سوانحی فضا میں داخل ہو گیا۔ وقت اور حالات کے تقاضوں کے

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

ماتحت تذکروں پر ادبی تاریخ، تنقید اور سوانح نگاری کا رنگ گہرا ہوتا گیا اور رفتہ رفتہ تین رنگوں کا یہی آمیزہ جسے حقیقی معنوں میں ادبی تاریخ، تنقید اور نا ہی سوانح نگاری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، تذکرے کا فن قرار پایا اور شعرا کے مختصر حالات، کلام پر سرسری تبصرہ اور انتخاب اشعار کو اس فن کے عناصر ترکیبی میں شمار کیا گیا۔

اردو میں مرثیہ نگاری کے حوالے سے ابتدائی نقوش اور مبحث تذکروں اور مقدماتِ تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ یہ مباحث کسی بھی مرثیہ نگار سے متعلق تعارف اور مختصر حالاتِ زندگی یا منتخب کلام کے حامل ہیں۔ ان مختصر معلومات کے توسل سے قاری مرثیہ نگار کی شخصیت سے متعلق کسی حد تک آگاہی حاصل کر لیتا ہے۔ ذیل میں چند دستیاب ایسے معروف تذکروں کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے جن میں متعدد مرثیہ نگاوں کی مرثیہ گوئی اور ان کے کلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان میں تذکرہ گلشن ہند، طبقات الشعرائے ہند، سراپا سخن، نسخہ دلکشا، گلستانِ سخن، تذکرہ سخن شعرا، آبِ حیات اور گل رعنا شامل ہیں۔

ان کے علاوہ تذکرۂ نادر (کلب حسین نادر) ،تذکرہ اردو کے چاند تارے / مرقع شعرائے اردو (امیر حسین نورانی) اور تذکرہ جواہر سخن (محمد مبین کیفی) ایسے

تذکرے ہیں جن میں چند ایک مرثیہ نگاروں کا ذکر مختصر پیرائے میں کیا گیا ہے۔

1۔ گلشنِ ہند (1217ھ)

تذکرہ گلشن ہند سید حیدر بخش حیدری کی تصنیف ہے جو کہ ایک ممتاز نثر نگار ہیں۔ حیدر بخش حیدری کی ولادت کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ فورٹ ولیم کے مصنفین میں شامل ہیں۔ میر امن کے بعد حیدری کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ آپ بارہ برس تک فورٹ ولیم کالج سے بطورِ منشی منسلک رہے۔ آپ کی وفات 1823ء کو بنارس میں ہوئی۔ فورٹ ولیم کالج کے تمام مصنفین کی نسبت آپ کی تصانیف زیادہ ہیں۔ آپ کی متعدد کتابیں یادگار ہیں لیکن 'طوطا کہانی اور آرائش محفل، حیدری کی شہرت کا اصل سبب بنیں۔ گلشنِ ہند شعرائے اردو کا تذکرہ ہے۔ اسے مختار الدین احمد نے مرتب کیا ہے۔ یہ تذکرہ مرزا علی لطف کے تذکرہ گلشن ہند سے قدرے مختلف ہے کیوں کہ مرزا علی لطف کا تذکرہ خاصا تفصیلی ہے جب کہ یہ تذکرہ مختصر ہے۔

حیدری نے اس تذکرے میں مختلف مرثیہ گو شعرا جن میں آثمؔ، حُزیںؔ، مسکیںؔ، میر محمد علی صبر، میر ہویدا، سوداؔ، سکندر، فغاںؔ اور محبؔ وغیرہ کا تعارف اور دو ایک شعر بھی نمونے کے طور پر درج کیے ہیں۔ جس سے اس تذکرے کی حیثیت محض تاریخی ہو جاتی ہے جب کہ سوانحی اور تنقیدی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس تذکرے کے ذریعے قارئین کو شعرا کے درست نام، تخلص، ولدیت، سکونت اور تلمذ و استادی کا سراغ مل جاتا ہے۔ مصنف کا ممتاز نثر نگار ہونے اور معاصر شعرا و ادبا سے ان کے ذاتی مراسم ہونے کے سبب ان کے بیان کردہ حالاتِ زندگی مختصر ہونے کے باوجود قابل اعتماد ہیں۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

یہ تذکرہ حیدری کی کتاب گلدستہ حیدریکے ایک حصے کا نام ہے جو الگ سے شائع ہو چکا ہے۔یہ تذکرہ 1214ھ میں تحریر ہونا شروع ہوا اور 1217ھ میں مسلسل نظر ثانی کے بعد حیدریؔ نے اسے مکمل کیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

پہلی بار یہ تذکرہ "گلدستہ حیدری" کے ساتھ شائع ہوا۔۔۔"گلدستہ حیدری" کا چوں کہ کوئی نسخہ پاک وہند میں محفوظ نہ تھا اس لیے ایک مدت تک اردو کے محققین وناقدین اس سے بے خبر رہے۔آخر کار اردو کے مایہ ناز ادیب و محقق ڈاکٹر مختار الدین احمد نے اسے ڈھونڈ نکالا اور "گلشنِ ہند" یعنی تذکرۂ شعرائے اردو کے حصے کو الگ کتابی صورت میں اپنے عالمانہ مقدمے کے ساتھ 1967ء میں شائع کر دیا۔[1]

ڈاکٹر مختار الدین احمد کا مرتبہ گلشن ہند/ تذکرہ شعرائے اردو پہلے پہل رسالہ " اردو ادب " علی گڑھ کے ذریعے منظر عام پر آیا، پھر اسی کو علمی مجلس دلی نے کتاب کی صورت میں پہلی بار 1967ء میں شائع کیا۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

2۔طبقات الشعرائے ہند(1263ھ)

تذکرہ "طبقات الشعرائے ہند" کے مصنف کا نام کریم الدین اوران کے والد کا نام شیخ سراج الدین تھا۔مصنف 1821ءمیں پیدا ہوئے اور 1879ءمیں وفات پائی۔دلی کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔درس وتدریس ذریعہ معاش رہااور تمام عمر تالیف وتصنیف میں گزاردی۔متعدد تصانیف کے حامل تھے۔

اردو تذکرہ نگاروں میں کریم الدین نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔انھوں نے ناصرف اپنی ادبی زندگی کا آغاز تذکرہ نگاری سے کیا بلکہ چھے تذکرے بھی تحریر کیے۔ان کا پہلا تذکرہ "گلدستہ نازنیناں" ہے۔کریم الدین کا سب سے اہم تذکرہ "طبقات الشعرائے ہند" ہے۔جس سے انھیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔تذکرے کے مطبوعہ نسخے کے سرورق پر کریم الدین اور فیلن دونوں کے نام بہ حیثیت مؤلف درج ہیں۔جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تذکرے کے مؤلف مذکورہ دونوں حضرات ہیں۔علاوہ بریں یہ وضاحت بھی درج کردی گئی ہے کہ یہ تذکرہ گارسیں دتاسی کی تاریخ ادب ہندوستانی کا اردو ترجمہ ہے لیکن کریمالدین نے اس میں اس قدر حذف واضافہ کیا ہے کہ یہ ایک جداگانہ تالیف کی صورت اختیار کرگیا ہے۔تذکرے کی تاریخ تکمیل کے حوالے سے تذکرہ کے آخری صفحے پر درج ہے۔

[2]تمام ہوا تذکرہ طبقات الشعرائے ہند مؤلفہ کریم الدین 1847ء/1263ھ۔

زیر نظر تذکرے میں مؤلف نے شعرا کے علاوہ چند نثر نگاروں کے حالات زندگی بھی بیان کیے ہیں َنثر نگاروں کے علاوہ 984شعرا کا ذکر مع انتخابِ کلام کیا گیا ہے۔ان میں مرثیہ گو شعرا بھی شامل ہیں۔مثلاً: میر خلیقؔ،دل گیرؔ،سوداؔ،مسکینؔ اور افسردہؔ وغیرہ ایسے معروف مرثیہ نگار اہم ہیں۔

مختصر یہ کہ "طبقات الشعرائے ہند" انیسویں صدی کے وسط کا ایک اہم تذکرہ اور ادبی تاریخ کا ایک اہم ماخذ ہے۔اس کا سوانحی اور تنقیدی لب ولہجہ عام تذکروں سے قدرے مختلف ہے۔اس میں سیاسی ومعاشرتی ماحول کی تصویریں بھی ہیں اور شعرا و نثار کے متعلق بے لاگ آرا بھی۔مزید یہ کہ اس میں مبالغہ وتصنع یا لعن طعن کا وہ انداز نظر نہیں آتا جو قدیم تذکروں کا جزو لازم ہے۔

3۔تذکرہ سراپا سُخن(1269ھ)

تذکرہ "سراپا سخن" کے مصنف سید میر محسن علی موسوی ہے۔اور تخلص محسنؔ ہے۔آپ کے والد کا نام سید شاہ حسین حقیقت ہے جو اپنے زمانے کے ممتاز بزرگ اور شاعر تھے۔سید محسن علی لکھنوی کے حالات کا زیادہ علم نہیں ہو سکا۔بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی اور یہیں تعلیم وتربیت حاصل کی۔شعر وشاعری سے شغف باپ سے ورثے میں ملا تھا پس اس وقت کے مشہور شاعر خواجہ وزیر وزیرؔ لکھنوی کے آگے

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

زانوئے تلمذتہ کیااور شعر کہنے لگے۔ان کی متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں مگر ان کی اصل شہرت زیر نظر تذکرے کی بدولت ہے۔اس کے علاوہ ان کا ایک قابلِ قدر کارنامہ قائم چاندپوری کے تذکرہ مخزن نکات کا اردو ترجمہ ہے۔

تذکرہ سراپا سخن" پہلی بار اپنی تصنیف 1269ھ کے آٹھ سال بعد یعنی 1277ھ میں شائع ہوا۔ محسنؔ نے یہ تذکرہ اردو اور فارسی کے مروجہ تذکروں سے ہٹ کر لکھا یعنی اس میں عام تذکروں کی طرح شعرا کے حالاتِ زندگی اور کلام کا انتخاب نہیں دیا گیا بل کہ اس میں قدما سے لے کر اپنے معاصرین تک سات سو سے زیادہ شعرا کی ایسی غزلیں جمع کی ہیں جو سرتاپا مختلف اعضائے جسمانی پر کہی گئی ہیں۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"سراپا سخن" میں اعضائے جسمانی سے متعلق صدہا غزلیں شامل ہیں اور سر سے لے کر پاؤں بلکہ تلووں تک کی ردیف کے ہزاروں اشعار یکجا ہو گئے ہیں۔[3]

"سراپا سخن" میں معروف مرثیہ گو جیسے میر ضاحکؔ، سوداؔ، حزیںؔ، خلیقؔ، میر ضمیرؔ، دبیرؔ، انسؔ، اوجؔ، تعشقؔ، اور عشقؔ وغیرہ کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا ہے۔

ضمیرؔ، دبیرؔ اور عشقؔ کے تعارف میں صرف "مرثیہ گو" کے الفاظ لکھے ہیں جب کہ دیگر تمام مرثیہ گو شعرا کا نام، تلمذ کا ذکر وغیرہ مع انتخابِ کلام ذکر کیا ہے۔

تذکرہ "آباد" کے ذکر سے شروع ہو کر "یوسف" کے ترجمے پر ختم ہوتا ہے۔ مثلاً مصنف آباد کے تعارف میں جو لکھتے ہیں:

آباد: مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان۔ عزیزوں میں تجمل حسین خاں کے۔ باشندۂ لکھنؤ، ہر بحر میں غزل کے ان کا ایک دیوان ہے۔ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ۔[4]

تذکرے میں شعرا کے حالات بہت مختصر ہیں۔ دو چار سطروں سے زیادہ کسی کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔ لیکن شاعر کے نام، تخلص، ولدیت، سکونت اور تلمذ کا ذکر اس میں واضح طور پر کیا گیا ہے۔ یہ تذکرہ دنیائے ادب میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے لاجواب ہونے کے ساتھ ساتھ لکھنوی مذاقِ سخن کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔

4۔ نسخہ دلکشا(1271ھ مطابق 1854ء)

تذکرہ" نسخہ دلکشا" کے مصنف راجا جنم جی متر ہیں۔ وہ 1796ء کو پیدا ہوئے اور 1896ء میں وفات پا گئے۔ جنم جی متر شاعر تھے اور ارمان تخلص کرتے تھے۔ ارمانؔ کئی زبانوں میں عبور رکھتے تھے اور بنگلہ، اردو فارسی اور برج بھاشا سب میں شعر کہتے تھے۔ اردو شاعری سے لگاؤ کے سبب اردو شعرا کے ہزاروں اشعار انھیں یاد تھے۔ اس زمانے کے مشہور شاعر حافظ اکرام احمد ضیغم سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ ارمانؔ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

کوئی بلند پایہ شاعر نہ تھے لیکن ان کا نام اردو ادب کی تاریخ میں "نسخہ دلکشا" کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے گا۔"نسخہ دلکشا" کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ1268ھ مطابق 1851ء سے لے کر 1271ھ مطابق 1854ء کے درمیان مکمل ہوا۔ارمانؔ نے ایک اور تذکرہ "منتخب التذکرہ" بھی تالیف کیا۔یہ تذکرہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔تذکرہ نسخہ دلکشا1870ء میں ادھورا شائع ہوا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ارمانؔ سخت بیمار ہو گئے اور چھپائی کا کام ملتوی کر دیا گیا۔پھر ارمانؔ کے مرنے کے قریباً ایک سال بعد ان کے بیٹے راجندلال متر نے اسے ادھورا ہی پہلی جلد کی صورت میں شائع کر دیا۔یہی وجہ ہے کہ آج قارئین تذکرہ اور صاحب تذکرہ کے نام سے واقف ہیں۔

"نسخہ دلکشا" ایک ضخیم تذکرہ ہے جو اردو زبان میں سے ہے۔اس کے دو حصے ہیں۔ایک حصہ 1870ء میں کلکتے سے شائع ہوا جب کہ دوسرا حصہ غیر مطبوعہ تھا۔اس غیر مطبوعہ حصے کی تلخیص یعنی اشعار محذوف کر کے شعرا و شاعرات کے تراجم مالک رام نے شائع کر دیے ہیں۔زیر نظر تذکرہ کے دیباچے میں مؤلف نے واضح کر دیا ہے کہ پہلے حروف تہجی کے لحاظ سے ردیف وار شعرا کے حالات لکھے ہیں۔اس کے بعد شاعرات کے تراجم اور وہ اشعار درج کیے ہیں جن کے مصنفوں کے نام و تخلص معلوم نہ ہو سکے تھے۔مؤلف نے شعرا کے تراجم کو ترتیبِ اول اور شاعرات کے تراجم و اشعار کو ترتیب دوم کا نام دیا ہے۔

تذکرے میں جن مرثیہ نگاروں کا ذکر موجود ہے ان میں آثمیؔ، میر اماتیؔ، میر خلیقؔ، شاہیؔ، میر ضاحکؔ، فغاںؔ اور غیر مطبوعہ حصہ کی تلخیص میں ندیمؔ وغیرہ کا ذکر شامل ہے۔ہر شاعر کے مختصر حالات چند سطروں اور بعض اوقات دو ایک جملوں میں بیان کر دیے ہیں۔جیسے آثمیؔ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

آثمی تخلص، نام خواجہ برہان الدین دہلوی، مرثیہ خوب کہتے تھے۔[5]

اسی طرح ندیمؔ کے بارے میں لکھا ہے کہ مرثیہ و سلام گو تھے۔نمونہ کلام کے طور پر بعض اوقات ایک ہی شعر پر اکتفا کیا ہے اور بعض اوقات پوری پوری غزل، رباعی، مخمس وغیرہ درج کر دیے ہیں۔یہ تذکرہ اردو ادب میں اپنی نوعیت کا عمدہ اضافہ ہے۔

5۔گلستانِ سخن(1271ھ)

زیر نظر تذکرہ مرزا قادر بخش صابرؔ دہلوی کی تالیف ہے۔مرزا قادر بخش کے مختصر حالاتِ زندگی دستیاب ہیں۔مرزا قادر بخش کے والد مرزا مکرم بخت بہادر تھے۔قادر بخش 1223ھ کو شاہ جہاں آباد میں پیدا ہوئے۔پہلے حافظ عبدالرحمان خان احسان اور بعد میں امام بخش صہبائی کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہو گئے۔آپ کا انتقال 1299ھ کو 72 سال کی عمر میں ہوا۔صابرؔ دہلوی سے ادب میں دو ہی چیزیں یادگار ہیں۔ایک ان کا دیوان "ریاضِ صابر" اور دوسرے تذکرہ گلستان سخن۔بعض حضرات کے مطابق گلستان سخن صابر دہلوی کی بجائے ان کے استاد امام بخش صہبائی کی تصنیف ہے لیکن

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

دیباچے اور قرآئن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "گلستان سخن" صابر دہلوی کی اپنی تصنیف ہے ناں کہ ان کے استاد امام بخش صہبائیکی۔ مؤلفِ تذکرہ کے مطابق یہ بات صراحت کے ساتھ بیان کردی گئی ہے کہ انھوں نے صہبائی سے تذکرے کے سلسلے میں اصطلاح اور رہنمائی کے بعد اسے مزین کیا ہے۔ علاوہ بریں صابر دہلوی نے صہبائی اور دیگر معاونین کا تذکرے کی تزئین کے حوالے سے شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ مصنف نے اس تذکرے کو امام بخش صہبائی کی زندگی ہی میں 1271ھ میں شائع بھی کیا۔ پس اگر صہبائی کی تصنیف ہوتی تو وہ ضرور اس پر اعتراض کا اظہار کرتے ہوئے تذکرے کی اشاعت کو روک دیتے۔

اردو ادب میں یہ تذکرہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ صابر دہلوی کے اس بے نظیر تذکرے کی پہلی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف معاصر شعرا کے احوال سے تعرض کیا گیا ہے جس سے اس زمانے کے اجتماعی شعری مزاج و مذاق کا پتا چلتا ہے۔ تذکرے کی دوسری خوبی یہ ہے کہ شعرائے معاصرین میں بھی صرف دہلی کے شعرا کا تذکرہ حقیقتاً ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ دہلی کے شعرا کے علاوہ صرف انھیں سخن طرازوں کا ذکر کیا گیا ہے جنھیں مشاہیر میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ شعرا کا ذکر بہ ترتیب حروفِ تہجی کیا گیا ہے اور انتخاب کلام کی پیش کش میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا گیا۔

زیر نظر تذکرے میں مرثیہ گو شعرا کا تذکرہ بہت کم ہے۔ غمگیں، محب اور انیس کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ امام بخش صہبائی کا ایک سلام بھی درج کیا گیا ہے۔

صابر دہلوی انیس کی مرثیہ خوانی کے ضمن میں لکھتے ہیں:

[6] تحتِ لفظ یعنی مرثیہ بغیر آہنگ موسیقی کے ایسی طرز سے پڑھتا ہے گویا عنان اثر اس کی صدائے دل سوز کے ہاتھ میں ہے۔

مختصر یہ کہ "گلستانِ سخن" اپنی خصوصیات کی بنا پر تاریخ تذکرہ نگاری میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ چوں کہ مصنف نے اس کے مواد کی فراہمی میں ذاتی کوششوں کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں اور اس کی تدوین و آرائش میں اپنے استاد امام بخش صہبائی سے بھی مدد لی۔ لہٰذا یہ تذکرہ سوانح اور مباحث علمی کے سلسلے میں ہر طرح سے مبسوط اور جامع بن گیا ہے۔

6۔ تذکرہ سخنِ شعرا (1281ھ)

عبدالغفور نساخ تذکرہ "سخن شعرا" کے مصنف ہیں۔ ان کا پورا نام ابو محمد عبدالغفور خان خالدی ہے اور والد کا نام قاضی فقیر محمد تھا۔ نساخ 1834ء میں کلکتہ میں پیدا ہوئے اور 1889ء کو صرف 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ وہ انگریزی سے بھی واقف تھے مگر عربی اور فارسی میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ شعر و شاعری بھی کرتے تھے اور نساخ تخلص تھا۔ نساخ اردو کے ایک ممتاز شاعر اور نثر نگار تھے۔ نثر و نظم میں انھوں نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ شعری مجموعوں میں "دفترِ بے مثال"، "اشعارِ نساخ"، ارمغان، ارمغانی، چشمۂ فیض اور کنز التواریخ اہم ہیں۔ نثر میں ان

کی چار کتابیں خاص طور پر شہرت کی حامل ہیں۔ایک تذکرہ سخن شعرا،دوسرے خود نوشت سوانح عمری جو1886ء میں مرتب ہوئی مگر ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔تیسرے "قطعہ منتخب" ہے جو قطعہ نگار شعرا کا تذکرہ ہے اور چوتھے "انتخاب نقص" جو ایک مختصر سار سالہ ہے۔تذکرہ سخن شعرا کا آغاز 1269ھ میں اور اختتام 1281ھ میں ہوا۔

تذکرے میں قدیم شعرا سے لے کر معاصرین تک دو ہزار چار سو پچاس شاعروں کا ذکر آیا ہے۔ان میں انتالیس شاعرات بھی شامل ہیں۔ انیسویں صدی میں اردو شاعروں کا اردو میں لکھا جانے والا آخری ضخیم تذکرہ ہے۔اس ضخامت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

[7]ضخامت کی وجہ یہ ہے کہ گارسیں کی طرح نساخ نے بھی عام خاص،ادنی اعلیٰ اور معروف و غیر معروف سب کو اپنے تذکرے میں جگہ دے دی ہے۔

تذکرے کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس میں مؤلف نے احوالِ شعرا سے زیادہ اشعار پر توجہ رکھی ہے اور سوانح کی نسبت انتخاب اشعار کو زیادہ اہمیت دی ہے۔چناں چہ اس تذکرے میں چند شعرا کے علاوہ اکثر کے حالاتِ زندگی بہت مختصر بیان کیے گئے ہیں۔تذکرے میں مؤلف نے اکثر مرثیہ گو شعرا کا ذکر کیا ہے جن میں اہم افسر،دلگیر،خلیق،فصیح،ضمیر،غمگیں،حزین،مسکین،انیس،دبیر،انس اور اوج شامل ہیں۔ان مرثیہ گویوں کا تعارف اختصار کے ساتھ مع منتخب کلام کے پیش کیا گیا ہے۔تذکرے میں پہلا ترجمہ آباد کا اور آخری یوسف کا ہے۔تذکرہ نگار یوسف کے تعارف میں لکھتے ہیں:

[8]یوسف تخلص،میر یوسف علی خان خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر۔

دیگر اردو تذکروں کی نسبت اس میں زیادہ مرثیہ گو شعرا کا ذکر ملتا ہے۔اس لحاظ سے یہ تذکرہ بہت اہم ہے۔علاوہ ازیں اس تذکرے میں صوبہ بنگال کے بہت سے اردو شعرا کے حالات و اشعار محفوظ ہو گئے ہیں۔

7۔آب حیات(1880ء)

"آب حیات" کے مصنف محمد حسین آزاد ہیں۔آپ 1830ء کو پیدا ہوئے اور 1910ء کو وفات پائی۔والد کا نام مولوی محمد باقر تھا۔ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔اس کے بعد دلی کالج میں داخلہ لیا۔کالج کے ساتھیوں میں مولوی ذکاءاللہ،ضیاءالدین اور ڈپٹی نذیر احمد قابل ذکر ہیں۔آپ کے والد شیخ محمد ابراہیم ذوق سے دوستانہ تعلق رکھتے تھے،اس لیے آزاد کو لڑکپن ہی سے تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ذوق کی ہمدردیاں حاصل تھیں۔شعر و سخن کا شغف بھی ان کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھا اور انھی سے زانوئے تلمذ بھی اختیار کیا۔

"آب حیات" 1297ھ مطابق 1880ء میں مکمل ہوئی اور پہلی مرتبہ وکٹوریہ پریس لاہور سے شائع ہوئی۔1883ء میں دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔بعد میں متعدد اڈیشنز منظرِ عام پر آئے۔"آب حیات" کا شمار کلاسیکی شعرا کے جدید تذکروں میں ہوتا ہے۔یہ کتاب پانچ ادوار میں تقسیم کی گئی

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

ہے۔اس کتاب میں تنقید، شعرا کے حالات زندگی اور شاعری کا تجزیہ پہلے کے تذکروں کی نسبت متوازن ہے۔"آب حیات" اردو زبان وادب کی تاریخ پر مشتمل کتاب ہے جس میں وَلی دکنی سے میر انیس تک کے شعرا کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا گیا ہے۔یہ کتاب تنقیدی اور تاریخی ہر دو حوالوں سے نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری" اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری" میں لکھتے ہیں:

[9]آب حیات دراصل تذکرہ نگاری اور ادبی تنقید و تاریخ کے درمیان حدِ فاصل ہے۔

محولہ بالا اقتباس کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ "آب حیات" سے ایک طرف تذکرہ نگاری اور اس کی اہمیت کا عملی طور پر خاتمہ ہوتا ہے تو دوسری طرف شاعری اور ادب پر مستقبل میں قلم اٹھانے والوں کو جدید تقاضوں اور اصولوں کے تحت نقد و تبصرہ کی راہ ہموار دکھائی دیتی ہے۔

محمد حسین آزادؔ اردو تنقید کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ان سے پہلے اردو میں آب حیات کے طرز کی تنقید نظر تک نہیں آتی۔وہ شاعر کے منصب اور اس کے کلام کی نوعیت کے متعلق انتہائی جچے تلے انداز و الفاظ میں رائے زنی کرتے ہیں۔آب حیات کی اولین اشاعت میں چند خامیاں ایسی جا پائی گئی تھیں کہ جن پر بہت سخت تبصرے ہوئے۔خاص طور پر مومنؔ ایسے ممتاز غزل گو کو آزادؔ نے پہلے ایڈیشن میں شامل ہی نہیں کیا تھا اور ذوقؔ کو دیگر تمام شعرا پر برتری دی تھی جس کی وجہ سے ان پر ہر طرف سے کڑی تنقید کی گئی۔آخر کار "آب حیات" پر نظر ثانی کے بعد مومنؔ، میر ضاحکؔ، میر مستحسن خلیقؔ، میر انیسؔ اور دبیرؔ کے تراجم بھی شامل کیے اور دیگر ترامیم بھی از سرِ نو کی گئیں۔اس تذکرے میں جن معروف مرثیہ گو شعرا کا ذکر ملتا ہے ان میں سوداؔ، میر ضاحکؔ، میر تقی میرؔ، سکندرؔ، گداؔ، مسکینؔ، افسردہؔ، ضمیرؔ خلیقؔ، دل گیرؔ، فصیحؔ، میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ اہم ہیں۔خلیقؔ، ضمیرؔ، میر انیسؔ اور دبیرؔ کے متعلق دیگر مرثیہ نگاروں کی نسبت زیادہ معلومات اور نمونہ کلام پیش کیا گیا ہے۔میر انیسؔ والد کے کہنے پر غزل سے مرثیہ کی طرف راغب ہوئے۔اس ضمن میں آزاد لکھتے ہیں:

[10]اب اس غزل کو سلام کرو اور اس شغل میں زورِ طبع کو صرف کرو جو دین و دنیا کا سرمایہ ہے۔سعادت مند بیٹے نے اسی دن ادھر سے قطع نظر کی۔

"آب حیات" تذکرہ نگاری، ادبی تنقید اور تاریخ کے حوالے سے دیگر تذکروں کی نسبت بہت اہم ہے۔"آب حیات" بہ لحاظ سوانح نگاری بھی کسی حد تک شعرا کی زندگی، شخصیت اور ان کے ماحول کی ترجمان ہے جس میں کوئی دو رائے نہیں۔

8۔تذکرہ شعرائے اردو "گل رعنا" (1340ھ)

زیر نظر تذکرہ سید عبد الحئی کی تصنیف ہے جو بیجا پور، دکن اور دلی کے شعرائے اردو کے تذکرے پر مشتمل ہے۔یہ تذکرہ جدید اور آب حیات کی طرز کا حامل تذکرہ ہے۔اس میں شعرائے اردو کا تذکرہ عہد بہ عہد اور صحیح حالات بذریعہ اشعار کی مثالوں کے پیش کیے گئے ہیں:

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

"گل رعنا" میں مرزا سلامت علی دبیرؔ اور میر انیسؔ ایسے معروف مرثیہ گویوں کا ذکر منتخب مرثیوں کے اشعار کے ذریعے کیا گیا ہے۔ میر ببر علی انیسؔ کا مختصر سا تعارف اور حالاتِ زندگی پیش کیے گئے ہیں۔ سید عبدالحئی ایک جگہ انیسؔ کے کلام کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:

میر صاحب کا کلام جس طرح لاجواب ہے ان کا پڑھنا بھی بے مثل تھا۔ ان کی آواز، قد و قامت، صورت کا انداز غرض ہر شے اس کام (مرثیہ خوانی) کے لیے ٹھیک اور موزوں واقع ہوئی تھی۔[11]

اسی طرح مصنف مرزا دبیرؔ کا تعارف، حالاتِ زندگی اور کلام کی خصوصیات مثلاً زبان کی صفائی، بندش کی چستی اور مناظر فطرت کی عمدہ عکاسی وغیرہ اشعار کی مثالوں کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی اپنی تمام خامیوں کے باوجود اردو شعرا کے تذکرے، تاریخ اردو زبان و ادب کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ انھیں نظر انداز کر کے تاریخ ادبیات کی ارتقائی منازل کا سراغ تلاش کرنا اور ماضی، حال اور مستقبل سے ان کا رشتہ جوڑنا ممکن نہیں۔ چناں چہ قارئین کلاسیکی شاعری اور ادب سے متعلق آج جو کچھ جانتے ہیں وہ تذکروں کے ہی مرہون منت ہے۔ مستقبل میں بھی کوئی محقق یا ناقد، ادبی تاریخ و تنقید یا تحقیق و سوانح نگاری کا کام تذکروں سے بے نیاز ہو کر سر انجام نہیں دے سکتا۔

☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری (پاکستان: انجمن ترقی اردو، 1998ء)، ص222۔

کریم الدین، طبقات الشعرائے ہند (لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، 1983ء)، ص550۔

کریم الدین، طبقات الشعرائے ہند، ص380

سید محسن علی موسوی، سراپا سخن، مرتب، ڈاکٹر سید سلیمان حسین (لکھنؤ: نایاب بک ڈپو، 1967ء) ص48۔

ارمان جمنے جمئے متر، نسخہ دلکشا، مرتب، رئیس انور رحمٰن (کلکتہ: علمی مرکز، 1979ء)، ص14

مرزا قادر بخش صابر دہلوی، گلستان سخن (جلد اول)، مرتب، خلیل الرحمان داؤدی (لاہور: مجلس ترقی ادب، 1966ء)، ص280

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ص454۔

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

عبدالغفور نساخ، سخن شعرا(لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی،1982ء)،ص571۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری،اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری،ص625۔

ایضاً،ص555۔

سید عبدالحئی، گل رعنا(جلد چہارم)،(اعظم گڑھ: مطبع معارف،1370ھ)،ص513۔